منشا یاد کے افسانوں میں منفی کردار

فوزیہ انوار

ABSTRACT:

Muhammad Mansha Yaad was a unique Pakistani writer who always upheld the principles of honesty and integrity in his literary work. His stories always reflected his love for poor people and the pain he felt for the common. He was the representative of present era in short story. He tried to explain the issue of his period more clearly. He has effortlessly translated the ethos of Punjabi culture into Urdu. Mansha Yaad's short stories also tell the purity of blood relations which can be seen very clearly in his stories. Mansha Yaad's portraits a variety of characters which are very simple and relate can to real life. With the negative characters he point out the real life issues of poor people.

رومانوی افسانہ نگاروں میں منشایاد کو بہت اہم مقام حاصل ہے ۔فن افسانہ نگاری کو بہتر بنانے میں ان کے افسانوں نے اہم کردار ادا کیا ہے ۔منشا یاد کے افسانوں کے موضوعات میں تنوع ہے ۔گزشتہ تین عشروں میں افسانے کے اسالیب میں ہونے والی تبدیلیوں کی جھلک ان کے افسانوں میں نظرآتی ہے ۔معاشرتی حقائق اور مسائل زندگی کے بیان کے ساتھ فرد کے باطن کو بھی انہوں نے اپنے افسانو ں کا موضوع بنایا ہے ۔فردوس انور قاضی لکھتی ہیں:

''منشا یاد کے افسانے انسان دوستی اور ہمدردی کا احساس دلاتے ہیں ۔انہوں نے جو کچھ محسوس کیا اس میں جھوٹی عملیت یا فلسفے کا مصنوعی رنگ چڑھائے بغیر پیش کیا ''(۱(

منشا یاد نے دیہی زندگی کے رنگوں کو اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے ۔ان کے افسانے نہ صرف مٹی اور زمین کے ساتھ رشتے کو پہچاننے کے لیے ساز گار ماحول فراہم کرتے ہیں بلکہ انہوں نے شہری زندگی کے تضادات کو بھی بہت خوبصورتی اور سچائی سے پیش کیا ہے۔منشا یاد نے اپنے بچپن دیہاتی فضا میں نانی دادی کی کہانیاں سنتے ہوئے گزارا جس نے ان کے دل و دماغ پر انمٹ نقوش چھوڑے اور بعد میں یہی نقوش افسانے کی صورت میں سامنے آئے ۔منشا یاد نے شہری اور دیہاتی زندگی کے متنوع مسائل کو اپنے افسانوں میں جگہ دی منشاہ یاد نے اپنے کرداروں کے توسط سے زندگی کے تلخ حقائق کو بیان کیا ہے ۔اور ان حقائق کو بیان کرنے میں انہوں نے کسی قسم کے ردوبدل کے بغیر اصل صورتحال کوبڑی خوبصورتی سے واضع کیا ہے ۔منشا یاد کی کردار نگاری کے متعلق امجد طفیل لکھتے ہیں:

''منشا یاد کے کردار اکثر معاشرے کے انتہائی نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔کوڈو فقیر،علیا نائی، دتا کمہار،صادو ترکھان،شیدومہترانی ،منشا یاد کے بہت مضبوط کردار ہیں ۔جو معاشرے کے بے زبان طبقے کو پیش کرتے ہیں ''۔(۲)

حقیقت اور خواب کے درمیان یہ معلق کردار اپنے تمام فطری جذبوں کے ساتھ چلتے پھرتے بولتے چالتے نظر آتے ہیں ۔منشا یاد کے افسانوں میں کئی طرح کے منفی کردار نظر آتے ہیں ۔جو انسانی اقدار کی پامالی ،سیاسی اور سماجی جبریت ،طبقاتی تشدد جیسی صورتحال کی عکاسی کرتے ہیں ۔ڈاکٹر انوار احمدلکھتے ہیں:

''اس کے گہرے مشاہدے اور درد مند تخلیقی احساس نے ہمارے سماجی ڈھانچے اور سرکاری حکمت عملی کے تضادات کو بھگتنے والی مخلوق کے کرب کو محسوس کرایا ہے ''(۳)

منشا یاد کے کردار زندگی کے ہر طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔اور وہ ان کرداروں کی مدد سے زندگی کے مسائل کو بہت خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں ۔ان کی کہانیاں زندگی کے مسائل کا کھلا اظہار ہیں ۔انہوں نے معاشرے میں رونما ہونے والے کو ان کی حقیقی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں:

''منشا یاد کی شخصیت میں کچھ ہے کہ اسے دیکھتے ہی کہانیاں بے قرار سی ہو کراس کی طرف لپکتی ہیں اور وہ انہیں چھو کر کیا سے کیا کر دیتا ہے ''۔ (۴)

منشا یاد کے درج ذیل افسانوی مجموعے شائع ہوئے ۔

۱۔ بند مٹھی میں جگنو(۱۹۷۵ء)،۲۔ماس اور مٹی (۱۹۸۰ء)،۳۔خلا اندر خلا (۱۹۸۳ء)،۴۔وقت سمندر (۱۹۸۶ء)، ۵۔درخت آدمی (۱۹۹۰)،۶۔دور کی آواز(۱۹۹۴ء)،۷۔ تماشا(۱۹۹۸ء(،

منشایاد کے افسانوں کے منفی کردار درج ذیل ہیں۔

شیخ صاحب:۔

افسانوی مجموعہ ''بند مٹھی میں جگنو''میں شامل افسانہ ''چھتیں اور ستون '' کا یہ کردار ایک بہت اہم قومی عمارت کی تعمیر میں انچارج انجنیئر کی ذمہ داری سر انجام دے رہا تھا ۔لیکن شیخ صاحب اپنی ذمہ داری کو سر انجام دینے کی بجائے عیش وعشرت میں مصروف رہتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی خود ادا کرنے کی بجائے اپنے ایک ماتحت کو سونپ دیتے ہینجو صبح سے ڈیوٹی سر انجام دے رہاتھا اور سخت تھکاوٹ کا شکار تھااور خود خوبصورت لڑکیوں کا پیچھا کرتے مری پہنچ گئے وہاں لڑکیا ں ان کو چکما دے کر غائب ہو گئیں تو موصوف ان کو صبح تلاش کرنے کے چکروں میں وہیں براجمان ہو گئے بلکہ صرف یہی نہیںانہوں نے اپنے اسی ماتحت کو جسے انہوں نے اپنی جگہ نگرانی کی ذمہ داری سونپی تھی اس کو ڈیوٹی ٹائم کے دوران ہی کراچی ،لاہور اور مری میں موجود اپنے دوستوں سے رابطے کر کے ان تک شیخ صاحب کا پیغام پہنچانے اور جوابی پیغام شیخ صاحب تک پہنچانے کے کام پر بھی لگا رکھا تھا ۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قومی عمارت کی چھت کی تعمیر کا کام لیبر نے اپنی مرضی سے کیا جو کہ ناقص تھا ۔شیخ صاحب خود تو اعلیٰ کارکردگی کا انعام لے کر الگ ہو گئے اور چھت

ٹپکنے پر ان کے ماتحت کو نوکری سے برخاست ہونا پڑا ۔یوں شیخ صاحب اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز کرتے ،ہوس پرستی ،دھوکا اور فریب کے باعث منفی کردار ہے ۔

کوڈوفقیر:۔

افسانوی مجموعہ''ماس اور مٹی'' میں شامل افسانہ ''کچی پکی قبریں '' کا کوڈو بھی منفی کردار ہے ۔کوڈو قبرستان میں رہتا تھا قبروں کی دیکھ بھال کرتا تھا اور گاؤں سے خیرات اکٹھی کر کے گزر بسر کرتا تھا وہ سارا دن بوٹی پی کر نشے میں غرق رہتا تھا ۔کوڈو غریب اور لاوارث ہونے کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار تھا اور اپنی بے بسی اور بے کسی کو دور کرنے کے مختلف گھٹیا قسم کے ہتھکنڈے اختیار کرتا رہتا تھا ۔ پہلے پہلے تو کوڈو کو پختہ قبروں کے طاقچوں میں جلتے دئیے اور اگر بتیاں دیکھ کر اپنے ماں باپ کی مفلسی پر بہت دکھ ہوتا تھا لیکن اس کے بعد اس نے یہ طریقہ اپنا لیا کہ یونہی اندھیرا پھیلتا اور لوگ قبرستان سے چلے جاتے وہ پختہ قبروں سے دئیے اٹھا کر اپنے ماں باپ کی قبروں پر رکھ دیتا اور اپنی سعادت مندی پر خوشی محسوس کرتا ۔ایک دفعہ کوڈو نے گاموں ترکھان کی قبر سے پودا اکھاڑ کر اپنی ماں کی قبر پر لگا دیا لیکن پکڑا گیا ۔کوڈو چودھری بخشے کی بیٹی نوراں کے عشق میں مبتلا تھا جس کی خوبصورتی کے چرچے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے وہ محض اسے دیکھنے کے لیے ہر روز بھیک مانگنے چودھری کی حویلی جانے لگا تھا ۔لیکن جب نوراں کی شادی ہوگئی تو کوڈو نے اس طرح کا انتقام لیا کہ انسانیت بھی شرما گئی ۔اس نے رات کو چودھری بخشے کی ماں باپ، چودھری فضل اور نمبردارنی روشن بی بی کی قبروں کو کھود کر اپنے ماں باپ کی ہڈیوں کو ان کی قبروں میں دفن کر دیا اور چودھری اور نمبردارنی کی ہڈیوں کو اپنے ماں باپ کی قبروں میں دفن کر دیا ۔کوڈو اپنے غیر انسانی رویے اور مردوں کی بے حرمتی گھٹیا ہتھکنڈوں کے استعمال کے باعث منفی کرداروں میں شامل ہے۔

شیرو اور اس کا بیٹا :۔

یہ کردار افسانہ ''ماس اور مٹی '' کا ہے ۔شیرو اور اس کی بیوی عالمے فقیر تھے ۔عالمے دن بھر اپنی بیٹی کے ساتھ بھیک مانگتی تھی جب کہ شیرو کام چوری ،کاہلی اور سستی کا مرقع تھا ۔جو خود کچھ بھی نہیں کرتا لیکن بیٹی اور بیوی کی مانگی ہوئی بھیک پر قبضہ کرنا اپنا حق سمجھتا تھا۔اور یہی خواص اس کے بیٹے ناتو سانس کے تھے ۔افسانہ نگار ان دونوں کی ہڈ حرامی کو یوں بیان کرتا ہے:

''شیرو اس کا باپ تھا ۔وہ دونوں باپ بیٹے کوئی کام نہیں کرتے تھے ۔کام نہ کرنا ان کی خاندانی روایت تھی ۔وہ چوری کر سکتے تھے ڈاکہ ڈال سکتے تھے شکار کھیل سکتے تھے مگر کام کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی ۔وہ عالمے اور مادو کی جمع کی ہوئی بھیک مزے لے لے کر اڑا سکتے تھے مگر خو د بھیک نہیں مانگتے تھے ۔مانگ ہی نہیں سکتے تھے ''۔(۵)

تلخ حقائق نے باپ بیٹے میں سستی ،کاہلی کے ساتھ ساتھ بے غیرتی ،بے حسی اور بے رحمی بھی بھردی ہے ۔جس نے ہر قسم کی روایات کو دھندلادیا تھا ۔حتیٰ کہ ناتو سانس اپنی بہن کو بھی اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھانے سے گریز نہیں کرتا اور شیرو محض زبانی کلامی دکھ کے اظہار کے سوا عملی

طور پر کچھ بھی نہیں کرتا ۔لیکن اپنے مقصد میں ناکام ہو نے پر ناتوسانس شہر جا کر چوریاں کرنے لگتا ہے اور باپ بیٹے کے یہی رویے ان کو منفی کرداروں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں ۔

خانو کا باپ :۔

افسانوی مجموعہ ''خلا اندر خلا''میں شامل افسانہ ''کنٹوپ '' میں خانو کے باپ کا کردار بھی منفی کرداروں میں شامل ہے۔خانو کا باپ بہت غصیلا ،بد مزاج اور نفرت کرنے والا شخص تھا ۔جسے سوائے خانو پر غصہ کرنے اور چیخنے چلانے کے کچھ نہیں آتا تھا ۔منشا یاد نے اس افسانے میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ معاشرے میں لوگوں نے طرح طرح کے کنٹوپ پہن رکھے ہیں جس کی وجہ سے وہ اصل صورتحال کو سمجھنے سے قاصر ہیں ۔خانو کے باپ نے بھی کنٹوپ پہن رکھا تھا وہ خانو کو اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتاتھا اور بات بے بات اس کی تذلیل کرتا رہتا تھا ۔افسانہ نگارخانو کے باپ کے انداز تخاطب کو یوں بیان کرتا ہے:

''پھر خانو کے باپ کی غصے اور نفرت کے زہر میں بجھی ہوئی آواز تیر کی طرح سنسناتی
ہوئی آتی اور اس کے سینے میں پیوست ہوجاتی ۔
''اوئے حرام زادے اِدھر آ ''
اور ساری ریل گاڑی پٹڑی سے اتر جاتی ۔انجن کی کوک اس کے حلق میں پھنس جاتی
اور وہ گاڑی سے علیحدہ ہو کراس طرف کو جدھر سے آواز آتی بھاگ جاتا ''(۶ (

خانو کے باپ نے اپنی بدزبانی اور بد مزاجی سے اپنے بیٹے کے دل میں اس قدر نفرت پیدا کر رکھی تھی کہ وہ نفرت ،غصے اور حسد میں اس قدر بڑھ گیا کہ یہی نفرت اس کی جان لینے کا باعث بن گئی ۔خانو کا باپ اپنی ذمہ داریوں سے لاپرواہی ، باپ اور بیٹے کے مقدس رشتے کی پامالی اور اپنے بے جا غصے اور نفرت کی بناپر منفی کردار ہے۔

مولوی اللہ رکھا:۔

افسانوی مجموعہ ''خلا اندر خلا'' میں شامل افسانہ ''آدم بو '' کا مولوی اللہ رکھا مثبت راستوں پر چلتے چلتے منفی راستوں کی طرف چلنے لگتا ہے ۔ پہلے وہ جن باتوں کی نفی کرتا تھا اور مخالفت پر اتر آتا تھا بعد میں وہ ہی اس کے اعمال بن گئے ۔مولوی اللہ رکھا جو گاؤں کے بڑے مالک کے ظلم و جبر اور سوتیلی ماں کے برے سلوک سے تنگ آکر گھر سے بھاگ گیا تھا اور ایک دینی مدرسے میں پناہ لے لی تھی ۔کئی سال کی درویشانہ زندگی بسر کرنے کے بعد ایک نیک عالم کی حیثیت سے اپنے گاؤں واپس آگیا ۔شروع شروع میں مولوی اللہ رکھا گاؤں کی حالت بدلنے کے لیے کوشاں رہا اس نے گاؤں میں رائج قبیح رسموں کو ختم کیا ۔گاؤں کے پہلے مولویوں کی طرح نذر لینا ،عید شب رات پر نماز پڑھانے کے عوض چاندی یا غلہ حاصل کرنا ،تکبیریں پڑھنے پر معاوضہ لینے کی بہت سختی سے ممانعت کی ۔شریعت کے اصولوں کا زور شور سے پرچار کیا اور ایک عرصے تک لوگوں میں دینی عقل و شعور کی بیداری کا بیڑہ اٹھائے رکھا ۔اور لوگونمیں یہ تاثر بنائے رکھنے میں کامیاب رہا کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہے ۔ لوگوں کا مولوی اللہ رکھا کے بارے میں یہ خیال تھا کہ:

''مولوی اللہ رکھا نذر نیاز نہیں لیتے تھے ۔بڑے درویش صفت انسان تھے مفت خوری سے سخت پرہیز کرتے اور خود کام کر کے اور کما کر اپنا پیٹ بھرتے وہ دن بھر اینٹیں ڈھوتے ،لائیاں کرتے،مویشی چراتے ،بان کی رسیاں اور چار پائیاں بنتے اور بغیر کسی معاوضے کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ۔لوگ ختم پڑھوانے کے لیے حلوے ، کھیریں ،سویاں اور پراٹھے لاتے وہ ان کی دل شکنی کے ڈر سے ختم پڑھ دیتے مگر کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاتے ،لوٹا دیتے یا کسی غریب یا بیوہ کے ہاں بھجوا دیتے ''(۷)

مولوی صاحب کی شخصیت میں اعلیٰ انسانی خصائص بہت نمایاں تھے ۔یہی وجہ تھی کہ جب اذان دیتے تو آس پاس کے گھروں کی دیواریں اس آواز سے گونجنے لگتیں۔لیکن معاشرتی دباؤ ،حالات کی ستم ظریفی نے اسے ان تمام نذرانوں کو قبول کرنے پر مجبور کر دیا ۔ لیکن اس کے لیے بھی مولوی صاحب نے بہت بے نیازانہ طریقہ اختیار کیا ۔وہ نذرلانے والے کو کہتے:

''میں کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤ نگا ۔۔۔کسی کے ہاتھ سب چیزیں ہمارے گھر پہنچادی جائیں''(۸)

مولوی اللہ رکھا جو نذر و نیاز لینا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھنا بھی گورا نہیں کرتا تھا اب اپنا حق سمجھ کر وصول کرنے لگا ۔ وہ نہ صرف امامت کے فرائض سر انجام دیتا بلکہ ساتھ ہی تعویز گنڈا بھی کرتا تھا اور آس پاس کے دیہات میں بطور طبیب بھی کام کرنے لگا تھا ۔ جس کی بدولت وہ بااثر لوگوں کے کئی پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہو گیا تھا ۔لوگ اسے بہت نیک اور ایماندار سمجھ کر اس کے پاس زیور گروی رکھوا کر بڑی بڑی رقمیں لینے لگے تھے ۔اس سے مولوی کے اثر و رسوخ اور دولت میں بہت اضافہ ہو گیا اس نے پکا مکان بنوا لیا بجلی لگوا لی ۔لیکن اس دولت نے اس میں مزید ہوس پیدا کر دی اور اس نے پیسے کے حصول کے لیے کئی طرح کے ناجائز طریقے اختیار کر لیے ۔ مولوی اللہ رکھا کے کام میں اضافے کو افسانہ نگار نے یوں بیان کیا ہے:

''مولوی اللہ رکھا کی امامت کا دائرہ اپنی مسجد سے نکل کر آس پاس کے کئی ایک چھوٹے بڑے دیہات کی مسجدوں تک پھیل گیا ان مسجدوں میں ان کے نائب امام آمدنی کے ایک تہائی حصے پر کام کرتے تھے وہ خود ہفتے میں ایک بار مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں ۔ انہوں نے نہایت محنت ،مستقل مزاجی ،دانائی اور اپنے زور خطابت کی وجہ سے ایک ایک کر کے ان مسجدوں پر قبضہ کیا ہے اور دیہات کو وڈیروناور زمینداروں میں اپنے اثرو رسوخ اور زیور شریعت سے آگاہی کی بنا پر نیم خواندہ ملاؤں کو بے دخل کیا ہے ۔ان کا شمار اچھے کھاتے پیتے لوگوں میں ہوتا ہے''(۹(

لیکن مولوی اللہ رکھا کی بنائی ہوئی سلطنت اس وقت ڈگمگا گئی جب مولوی منظور اس بستی میں آیامولوی اللہ رکھا اپنے لالچ،حسد ،خود غرضی ،مذہب کو اپنے ذاتی مقصد کے لیے استعمال کرنے اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے کسی بھی حد تک گر جانے کی وجہ سے منفی کرداروں میں شمار ہوتا ہے۔

بڑا ملک:۔

یہ کردار افسانوی مجموعہ ''خلا اندر خلا'' میں شامل افسانہ ''آدم بو''کا ہے ۔بڑے ملک کا کردار جاگیردار طبقے کا عکاس ہے جو اپنے مزارعین کو زرخرید غلام سمجھتے ہیں ۔بڑے ملک کے جسم

سے اٹھنے والی بدبو ،اس کی ہیبت ناکی ،رعب،مکروہ اور خوفناک صورت ان کو منفی کردار کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں ۔افسانہ نگار نے اس کردار کی تصویر کشی کچھ یوں کی ہے:

''اس راستے پر ایک بد صورت دیو ہر وقت بیٹھا آدم بو آدم بو پکارتا رہتا تھا۔لوگ اسے بڑ ملک کہتے تھے وہ سچ مچ بہت بڑا تھا اس کے سامنے جا کر ہاتھی سکڑ کر چوہے اور چوہے ٹڈی بن جاتے تھے ۔۔دیکھنے میں ہیبت ناک،باسی گوشت کا بہت بڑا تودہ۔اس کی آواز اس کی شکل و صورت کی طرح مکروہ اور خو فناک تھی اس کا جب اور جیسے جی چاہتا بلوا لیتا ۔کمی کاری اور ان کے بچے اکثربیگار میں پکڑے رہتے۔کسی میں انکار کی جرات نہیں تھی ۔انکار کی صورت میں وہ نہایت فحش گالیاں دیتا اور جوتے مار مار کر شکل بگاڑ دیتا تھا ''(۱۰)

اس منفی کرادر کا اپنے ماتحتوں کے ساتھ رویہ ہتک آمیز تھا ۔جرات انکار کسی میں بھی نہیں تھی ۔کمی کاریوں سے پاؤں دبوانا ، چلمیں بھروانا،مالش کروانا ،پنکھاجھلوانا اس کا معمول تھا ۔تفریح کے لیے روز مولوی اللہ رکھا سے سوہنا اور زینی کا قصہ سننا قصہ روزسناتے سناتے مولوی صاحب اذیت میں مبتلا ہو گئے لیکن ملک صاحب نے جان نہ چھوڑی ۔آخر کار مولوی ملک صاحب کی بد سلوکی اور اس کے جسم کی بدبو سے تنگ آکر بھاگ گیا ۔جب واپس آیا تو ملک اللہ کو پیارا ہو چکا تھا لیکن مولوی صاحب اس بدبو اور سرانڈ سے آخر تک پیچھا نہ چھڑا سکے:

''اچانک انہیں یاد آیا کہ یہ بدبو ویسی ہی ہے جیسی بڑے ملک صاحب کے جسم سے اٹھتی تھی وہ اسے روکنے کی بہت کوشش کرتے مگر وہ نہیں رکتی ''(۱۱)

بڑے ملک صاحب کی شخصیت کے منفی کرداری اوصاف خود غرضی،بے حسی ،مفت کی بیگار لینا،غریبوں پر ظلم و ستم روا رکھنا اور بو کی معنیاتی وجہ کردار کے منفی رخ کو عیاں کرتے ہیں ۔

حکیم صاحب کے بیٹے :۔

افسانوی مجموعہ ''خلا اندر خلا''میں شامل افسانہ ''ننگا پیڑ'' کے حکیم صاحب طبی میدان میں بہت مستند سمجھے جاتے تھے۔حکیم صاحب نے بہت سی نباتاتی ،حیواناتی اور جماداتی ادویات کو متعارف کروایاتھا ۔اور وہ اس وقت تک کسی دوائی کو اپنے مریضوں پر استعمال نہیں کرتے تھے جب تک وہ اس کو خود پر آزما نہ لیتے ۔ان کی خواہش تھی کہ ان کے بیٹے بہت بڑے طبیب بنیں اور اسی مقصد کے حصول کے لیے وہ اپنے بیٹوں کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے اور جو بھی تجربہ کرتے اس کی کیفیات کو اپنے بیٹوں کو نوٹ کرواتے لیکن دونوں بیٹے اپنے باپ کی خواہش کے برعکس سیکھنے کی طرف کم توجہ دیتے اور:

''پڑیاں بنانے اور لوگوں سے دام وصول کرنے میں لگے رہتے ''(۱۲)

حکیم صاحب کو اپنی تحقیق کے دوران ایک بہت متبرک درخت کا پتا چلا جو کہ ذہنی سکون کے لیے بہت مفید تھا ۔وہ اس کو بڑی محنت سے اکھاڑ کر گھر لائے اور اپنے صحن میں لگایا اس درخت کی خاصیت بارے اپنے بیٹوں کو آگاہ کیا اور اس کی حفاظت کرنے کے لیے کہا ۔لیکن جلد ہی حکیم صاحب وفات پا گئے اور ان کے بیٹوں نے مطب کی آمدنی پر لڑنا جھگڑنا شروع کر دیا ۔ پھر دونوں نے اپنے مطب الگ کر لیے اور اپنے ذاتی فائدے کے لیے بڑے بیٹے نے اس درخت کی پتیاں چوری چھپے

استعمال کر کے خوب پیسا اور نام کمایا پھر چھوٹے لڑکے نے اس پودے کی چھال تک استعمال کر لی۔حتیٰ کہ روپے کے لالچ میں دونوں بیٹے اس قدر اندھے ہو گئے کہ انہوں نے اس متبرک پودے کی ٹہنیاں تک پیس کر بیچ دیں۔یوں دونوں بیٹوں نے اپنے باپ کی انتہائی محنت سے تلاش کی گئی ایک اہم دریافت کو اپنے ہوس اور لالچ کی بھینٹ چڑھا دیا ۔اپنے انہیں منفی کرداری اوصاف کی بنا پر حکیم صاحب کے دونوں بیٹے منفی کرداروں میں شمار ہوتے ہیں ۔

دیگر منفی کردار:۔

افسانوی مجموعہ''درخت آدمی'' میں شامل افسانہ ''شجر بے سایہ ''میں غفوراں کی ماں اور بھائیوں کا شمار منفی کرداروں میں ہوتا ہے جو معصوم غفوراں کو محبت کے جرم میں قتل کر دیتے ہیں اوراس کی ماں بھی اپنی سنگدلی اور سختی کی وجہ سے اسے نہیں بچاتی لیکن جب یہی جرم اس کے بھائی کی بیٹی کرتی ہے تو وہی بھائی جس نے اپنی بہن کو موت کی سزا دی تھی ۔اپنی بیوی کے واویلا کرنے پر بیٹی کی جان بخش دیتا ہے یوں اپنی خود غرضی ،سنگدلی اور بے سہارا بہن کو قتل کرنا جیسے جرم کا ارتکاب کرنے کے باعث ان کا شمار منفی کرداروں میں ہوتا ہے۔

افسانہ ''آ سیب '' کی نوکرانی کی بیٹی جو احساس کمتری اور طبقاتی نفرت کے باعث اس حد تک گر گئی کہ خود کو پناہ دینے والوں کو مختلف طریقوں سے پریشان کرنے لگی اور بھوت پریت کا ڈرامہ رچانا شروع کر دیا ۔لیکن پتا چلنے پر اپنی ماں کے ساتھ غائب ہو گئی۔

افسانہ ''بانجھ ہوا میں سانس '' کا چھوٹا ملک جو فقے سے زندہ رہنے کی قیمت اس کی بیٹی کی عزت کی صورت میں وصول کرتا ہے ۔

افسانہ ''گھر سے باہر ایک دن '' کا علی احمد بھی منفی کردار ہے ۔جو ایک غریب شخص کو پرمنٹ کی درخواست دینے کے لیے آمادہ کرتا ہے لیکن جب وہ درخواست دیتا ہے تو منظوری کی شرط کے عوض ہر چیز سے آدھا حصہ طلب کرتا ہے ۔اسی افسانے کے ڈاکٹر بھی منفی کردار ہیں جو کسی غریب مریض کا گردہ چوری نکال کر دوسرے کو لگا دیتے ہیں ۔اسی طرح سے علی احمد کے دفتر کے سارے ملازمین جو کام کے اوقات میں تفریح کرنے میں مصروف تھے بھی منفی کرداروں میں شامل ہیں ۔

افسانوی مجموعہ ''ماس اور مٹی''میں شامل افسانہ '' اور ٹائم '' کا واحد متکلم کردار جو خود کو اپنے باس کی نظروں میں لانے اور ان سے اپنی پرموشن کے سلسلے میں فائدہ اٹھانے کے لیے اپنے باس کی ماں کے جنازے میں شرکت کرتا ہے لیکن وہاں بھی اس کی ساری توجہ خود کو باس کی نظروں میں لانے تک محدود ہی رہتی ہے ۔اور اس کا یہی خود غرضانہ رویہ اس کو منفی کردار بناتا ہے ۔

افسانہ ''اوور ٹائم '' کی عذرا بھی منفی کردار ہے جو اپنے بانجھ پن کو اپنے شوہر سے چھپاتی ہے اور وہ بے چارہ نفل،دعا اور علاج کے چکروں میں کئی سال گھن چکر بنا رہتا ہے اور یہ جانتے بوجھتے اسے جھوٹے دلاسے دیتی رہتی ہے ۔اور اپنے میکے کی امارت کی دھونس جما کر اپنے شوہر کا جینا اجیرن کیے رکھتی اور یہی فریب ،ریا کاری ،خود غرضی اور بے حسی اسے منفی کردار بناتی ہے ۔

افسانوی مجموعہ''تماشا''میں شامل افسانہ ''پھندا'' کا مذہبی لیڈر بھی منفی کرداروں میں شامل ہے ۔جس نے اپنے اوپر نیک اور پارسا شخص کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور پس پردہ معصوم نوجوانوں کو ورغلاکر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا تھا ۔اور افسانے کے مرکزی واحد متکلم کردار کو ورغلا کر اور جنت کے خواب دکھا کر پھانسی کے پھندے تک پہنچا دیتا ہے ۔

حوالہ جات:

(۱) فردوس انور قاضی، اردو افسانہ نگاری کے رجحانات ،ص۵۶۸

(۲) امجد طفیل ،منشا یاد کی افسانہ نگاری ،مشمولہ منشاہ یاد کے منتخب افسانے ،مرتبین؛طاہر اسلم گورا ،امجد طفیل،لاہور:گورا پبلشرز، ۱۹۹۷ء ، ص ۲۸۱

(۳) انوار احمد ،ڈاکٹر، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ ،۲۰۱۰ء ص۔: ۴۶۸

(۴) وزیر آغا ،ڈاکٹر، دائرے اور لکیریں،لاہور : مکتبہ جدید پریس ،۱۹۸۶ء، ص: ۱۰۷

(۵) منشا یاد ، ماس اور مٹی ،لاہور : پاکستان بکس،۱۹۹۰ء ،ص :۸۲،۲۹۴

(۶) منشا یاد ،خلا اندر خلا،لاہور :پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساونڈز ۱۹۸۸ء، ص: ۴۸

(۷) ایضاً ، ص: ۴۸

(۸) ایضاً ، ص: ۷۷

(۹) ایضاً ، ص:۷۷،۷۸

(۱۰) ایضاً ، ص:۷۴

(۱۱) ایضاً ، ص :۷۹

(۱۲) ایضاً ، ص :۸۲

/....../